علم الکلام کے حوالے سے برصغیر کی منتخب تفاسیر کا تحقیقی جائزہ

A Research based analysis of selected commentaries of Sub-Continent with reference to Ilm ul kalam

DOI: 10.5281/zenodo.7598593

Mubin Khan
*****Prof Dr Muhammad Abdullah Abid***

ABSTRACT

The Quran is an endless sea of knowledge and meanings, the unraveling of its facts and meanings and the search and search for mysteries and rules have been ongoing since the time when it was revealed to the prophet of the end of time, Muhammad, the Messenger of Allah, may God bless him and grant him peace; But till today no one can claim that he has nurtured all the vastness of this sea of knowledge and wisdom. However amazing and mind-boggling the human researches are, after a certain period their luster and luster ceases. falls; But it is a miracle of the Holy Qur'an that the passage of time has no effect on the innovation of its knowledge and facts and knowledge and wisdom.

The service rendered by the Muslim writers to the Qur'an in terms of dictionaries, history, principles, rules and countless other dimensions, history is unable to provide an example.Where writers and scholars from Arab and Egypt, Balkh and Vanishapur, Samarkand and Bukhara and other countries of the world participated in this service, the scholars of the Indo-Pak subcontinent also stood shoulder to shoulder and shoulder to shoulder in this great work.The Quranic services of the scholars of the subcontinent can be estimated from the fact that the number of their authors on this subject is more than one thousand.

While Hind o Pak scholars have compiled many valuable books in Urdu language on Quranic topics, they have also left a valuable collection of knowledge on this topic in Arabic language.Al-Kalam has been a subject of special interest in the subcontinent. And this trend is clearly visible in several book interpretationsTherefore, a wave of doubts about Islamic teachings and beliefs began to grow in the hearts and minds of the newly educated class. Laid the foundation of science

In this way, a few commentaries with theological trend of Sahih Aqeedah also came out, in which the ideas of Sir Syed Ahmad Khan were criticized in very harsh words.

Those interpretations are as follows.

Tafsir Haqqani, Tafsir e Sanaie ,Tafseer e Majidi,Tafseer Tibyan ul Qur'an, Tafsir Zia Al-Qur'an, Tafseer Tafheem ul Quran,Tafseer Mazhari.

Keywords: *Ilm ul kalam, Mufassireen ,Ulama ilm.e.Kalam, Muntkhab Tafaseer,*

....

**Ph.D scholar, Department of Islamic Studies, Mohi-ud-Din Islamic Univeresity,Nerian Sharif, AJK*

***Department of Islamic Studies, Mohi-ud-Din Islamic Univeresity,Nerian Sharif, AJK*

تمہید

قرآن مجید علوم و معانی کا ایک بے کراں سمندر ہے، اس کے حقائق و معانی کی گرہ کشائی اور اسرار و حکم کی جستجو و تلاش کا سلسلہ اس وقت سے جاری ہے جب یہ نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا؛ لیکن آج تک کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکا کہ اس نے اس بحر علم وحکمت کی تمام وسعتوں کو پالیا ہے۔ انسانی تحقیقات جتنی بھی حیران کن اور ذہن و عقل کو مبہوت اور ششدر کر دینے والی ہوں، ایک خاص مدت کے بعد ان کی آب و تاب اور چمک دمک ماند پڑ جاتی ہے؛ لیکن یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ اس کے معارف و حقائق اور علوم وحکمت کی جدت وندرت پر امتدادِ زمانہ کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا۔ مسلمان مصنّفین نے لغات، تاریخ، اصول، احکام اور دوسری بے شمار جہتوں سے قرآن کی جو خدمت انجام دی ہے، تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اس خدمت میں عرب و مصر، بلخ و نیشاپور، سمرقند و بخارا اور دنیا کے دوسرے بلاد و ممالک کے مصنّفین اور اصحابِ علم نے جہاں حصہ لیا وہیں برصغیر ہندوپاک کے علماء بھی اس کارِ عظیم میں ہر قدم پر ان کے دوش بہ دوش اور شانہ بہ شانہ رہے۔

برصغیر کے علماء کی قرآنی خدمات کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس موضوع پر ان کی مصنفات کی تعداد ایک ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ علماء ہندوپاک نے قرآنی موضوعات پر اردو زبان میں جہاں بہت سی بیش قیمت کتابیں تالیف کی ہیں، وہیں انھوں نے اس موضوع پر عربی زبان میں بھی نہایت گراں قدر علمی ذخیرہ چھوڑا ہے۔ برصغیر میں علم الکلام ایک خاص دلچسپی کا حامل موضوع رہا ہے۔ 1

متعدد کتب تفاسیر میں بھی یہ رجحان واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔ ایک ایسی تفسیر جس میں علم کلام کا واضح رجحان نظر آتا ہے وہ سرسید احمد خان کی ''تفسیر القرآن'' ہے۔ سرسید احمد خان اپنے دور کے وہ مشہور شخصیت ہیں جنہوں نے عقائد اسلام کو جدید علم کلام کے مطابق اپنے زعم سے ثابت کیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کا جدید علم کلام ایسا ثابت ہوا کہ وہ ازخود اسلامی عقائد میں باقی امت کی راہ سے منحرف ہوگئے۔ سرسید احمد خان کے اس رجحان جو جدید علم کلام کی عکاسی کرتا تھا اور ان کے ہم نوا مصنفین نے برصغیر میں ایک بے باکی اور نئی فکری بے راہروی کا دروازہ کھول دیا۔ 2

چنانچہ نئے تعلیم یافتہ طبقے کے قلب وذہن میں اسلامی تعلیمات اور عقائد کے بارے میں شکوک وشبہات کی ایک لہر پرورش پانے لگی۔ اس صورت حال میں صحیح العقیدہ علمائے کرام نے ''جدید علم کلام'' کے مقابلے میں ایک دوسری نوعیت کے علم الکلام کی بنیاد ڈالی۔ اس طرح صحیح العقیدہ کلامی رجحان کی حامل چند ایک تفاسیر بھی سامنے آئیں۔ جن میں سرسید احمد خان کے خیالات پر بڑے سخت الفاظ میں تنقید کی گئی۔ 3

وہ تفاسیر حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تفسیر حقانی ۲۔ تفسیر ثنائی ۳۔ تفسیر تفہیم القرآن

۴۔ تفسیر تبیان القرآن ۵۔ تفسیر ضیاء القرآن ۶۔ تفسیر ماجدی

۷۔ تفسیر مظہری ۸۔ تفسیر معارف القرآن

اس کلامی رجحان کی اہم تفسیر ابو المنصور محمد ناصر الدین دہلوی (۱۹۰۲۔۱۸۲۲) ۱۸ کی تفسیر "تنقیح البیان" ہے۔ اس کتاب کے ابتدائی صفحہ پر یہ رقم ہے: "تنقیح البیان، تفسیر القرآن سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی کا جواب۔4

اس تفسیر کے مقدمہ میں ابو المنصور یوں رقم طراز ہیں:

"ان دنوں تفسیر قرآن مصنفہ سید احمد خان صاحب بہادر، جو فرقہ نیچریہ کے بانی ہیں اور مدرسہ العلوم علی گڑھ کے بھی بانی ہیں ان کو دیکھا، جو علی گڑھ انسٹیٹیوٹ پریس میں ۱۲۹۷ھ اور ۱۸۸۰ء کو چھاپی گئی۔ یہ تصنیف ۳۱۳ صفحات پر مشتمل سورۃ البقرۃ کی تفسیر ہے۔"5

مصنف موصوف سر سید احمد خان کی تفسیر پر مزید یہ لکھتے ہیں:

"اس تفسیر میں قرآن مجید کے کسی حصے یعنی کسی سپارہ کا مطلق امتیاز نہیں رکھا گیا، بلکہ رکوع کا نام و نشان تک اس میں موجود نہیں۔ پوری سورت اور ترجمہ میں اختتام تک آیات کا شمار نصرانی تراجم کے دستور کے مطابق ہے لکھا ہے۔ یعنی ۱۷۲ یا ۲۸۵ وغیرہ آیتوں کا شمار لکھوایا ہے۔ یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ سر سید احمد خان نے قدیم ترتیب ابواب اور آیات میں کیسا نقص دیکھا جس کے باعث اس جدید ترتیب کی ضرورت ہوئی۔6

فتح المنان معروف بہ تفسیر حقانی از مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی دہلوی:

تفسیر فتح المنّان المشہور بہ تفسیر حقّانی ابو محمد عبد الحق حقانی 1389ھ 1969ء کی 5 جلدوں پر مشتمل اردو تفسیر قرآن نہایت عمدہ اور عالمانہ ہے۔ اس کا اصل نام " فتح المنان " ہے، مولانا عبد الحق حقانی دہلوی اس کے مؤلف ہیں اور اسی نسبت سے " تفسیر حقانی " کے نام سے معروف و مشہور ہے، اس تفسیر میں روایت کو کتاب حدیث سے اور درایت کو اس فن کے علما محققین سے جمع کیا گیا ہے، اُردو میں اصل مطلب قرآن کو واضح کیا گیا ہے، شانِ نزول میں روایتِ صحیحہ نقل کی گئی ہیں، آیات احکام میں اول مسئلہ منصوصہ کو ذکر کر کے پھر اختلاف مجتہدین اور ان کے دلائل کی وضاحت کی ہے، اعراب کی مختلف وجوہ میں سے جو مصنف کی نگاہ میں قوی تھی اس کا ذکر کیا گیا ہے، معانی اور بلاغت کے متعلق نکات قرآنیہ پر بھی گفتگو ہے، کوئی حدیث بغیر سند کتب صحاح ستہ وغیرہ کے نہ لائی گئی ہے، قصص میں جو کچھ روایت صحیحہ یا کتب سابقہ سے ثابت ہے یا خود قرآن میں جو کچھ وارد ہے اس کو بیان کر دیا ہے، آیات میں ربط پر خاص توجہ ہے، مخالفین کے شکوک و شبہات جس قدر تاریخی واقعات یا مبداء و معاد کی بابت کیے جاتے ہیں، سب کا جواب الزامی اور تحقیقی دیا گیا ہے اور نفس ترجمہ میں تفسیر کو قوسین کے درمیان لایا گیا ہے، تکرار، رطب و یابس اور کسی خاص مذہب کی تائید میں غلو سے اجتناب ہے اور مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرنے کے بعد قرآن مجید کی حقانیت کو واضح کیا گیا ہے، بائبل اور دوسری مذہبی کتابوں سے تقابلی مطالعہ اور سر سید احمد خان کی فکری لغزشوں پر تنبیہ اس

تفسیر کا خاص موضوع ہے اور یہ تفسیر سلف کی عمدہ تفاسیر کا لب لباب اور عطر ہے۔ [7]

علمائے کرام کی وہ جماعت جو عیسائیوں کے اسلام پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات دینے میں پیش تھی ان میں ابو محمد عبد الحق حقانی کا نام بڑا واضح ہے۔ صاحب تفسیر حقانی ایک بلند پایہ عالم معقولات و منقولات تھے انہوں نے ۱۸۸۵ء میں عیسائیوں کے شبہات اور سر سید احمد خان کے افکار کی تردید کی غرض سے "حامیٔ اسلام" کے نام سے ایک اخبار نکالا۔ [8]

پھر مولانا نے ایک جامع کتاب "عقائد الاسلام" کے نام سے بھی تصنیف کی ہے جس میں عقائد اسلام کی اس انداز سے تفسیر و تشریح کی گئی ہے کہ اس کے حوالے سے جدید ذہن کے شبہات کا ازالہ ہو سکے۔ موصوف مفسر نے فلسفہ یونان، اعتزال اور نیچریت کا رد پیش کیا ہے اور محاکمہ کو اپنی تفسیر میں خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے صاحب تفسیر نے اپنی تفسیر کی ابتداء میں ایک جامع و مفصل مقدمہ " البیان فی علوم القرآن" کے نام سے تحریر کیا ہے جس میں اُنہوں نے تمام اہم کلامی تفسیری مباحث کو موضوع بنایا ہے۔ [9]

صاحب تفسیر نے اس تفسیر میں صرف عقائد اسلامی اور احکام کو ثابت نہیں کیا بلکہ اسلامی نظریات، قرآن مجید اور حضور اکرم ﷺ پر مسیحی مبلغین، آریہ سماجیوں اور مستشرقین کے اعتراضات کا بڑے احسن انداز میں تفصیلی جواب دینے کا اہتمام فرمایا ہے۔ اور اکثر جگہوں پر زرتشی مذہب، بدھ مت، یہودیت و نصرانیت اور آریہ سماجیوں کی مذہبی کتب پر نقد بھی کیا ہے اور اسلامی عقائد و تعلیمات کا تفوق ثابت کیا ہے۔

اس کے علاوہ قدیم اور جدید معتزلہ نیچری فرقہ فرقہ معجزات وغیرہ کے متعلق نظریات کی بڑے پر زور انداز میں تردید کی گئی ہے۔ اس تفسیر میں یورپ کے فلسفہ جدیدہ پر بھی کافی مقامات پر عمدہ مباحث موجود ہیں۔

تفسیر ثنائی مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امر تسری:

تفسیر ثنائی ابو الوفاء ثناء اللہ امر تسری کی تفسیر ہے، جو معروف اہل حدیث عالم مناظر تھے۔ تفسیر ثنائی ایک آسان، مختصر اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جواب پر مشتمل تفسیر ہے، جو 8 جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس تفسیر کی تکمیل میں 36 سال کا عرصہ لگا۔ [10]

اس تفسیر کی پہلی جلد 1895ء اور آخری جلد 18 فروری 1931ء کو شائع ہوئی۔ اس تفسیر میں ثناء اللہ امر تسری نے اس زمانہ میں مخالفین کی طرف سے اسلام کے خلاف جو شبہات پیش کیے جاتے تھے ان کا علمی اور تحقیقی جواب دیا ہے، اور اسلام کی حقانیت کو ٹھوس دلائل سے ثابت کیا ہے۔ اس تفسیر کے لکھنے کا محرک مولانا کے ایک عزیز نے تفسیر ثنائی کے شروع میں نقل کیا ہے۔ [11]

آیات کا ترجمہ سہل انداز میں کیا گیا ہے۔ تفسیر مختصر مگر جامع ہے۔ عام طور سے مصنف نے متشابہ آیات کی تفسیر اور بعض نزاعی مسائل میں سلف یعنی متقدمین علما کے مسلک کو راجح قرار دیا ہے؛ البتہ بعض مقامات پر جمہور علما کے مسلک سے انحراف بھی کیا ہے۔ اس لیے ان کے معاصر علمانے اس تفسیر پر تنقید بھی کی ہے۔[1] قرآن مجید کی اردو تفاسیر میں تفسیر ثنائی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس تفسیر میں قادیانیت اور نیچریت کا رد کیا گیا ہے۔ تفسیر ثنائی اردو زبان میں ہے۔

اس تفسیر میں مولانا ثناء اللہ امر تسری نے ایک نامور اور علمی شخصیت ہونے کا مظاہرہ کیا ہے۔ بیسویں صدی عیسوی کے اکابر علمائے کرام میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ آپ ایک وقت میں مفسر، مصنف، متکلم، مدرس، خطیب، ایڈیٹر اور لاثانی مناظر تھے۔ حضرت موصوف نے قرآن حکیم کی جو تفاسیر لکھی ہیں ان کی تعداد چار ہے۔[12]

۱۔ تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن (مکمل) عربی

۲۔ بیان القرآن علی علم البیان (نامکمل) عربی

۳۔ تفسیر ثنائی (مکمل) اردو

۴۔ تفسیر بالرائ (نامکمل) اردو

مولانا ثناء اللہ چونکہ ایک مفسر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مناظر بھی تھے۔ ان کا واسطہ ہر وقت عیسائی عالموں سے اور آریہ سماجیوں سے رہتا تھا۔ اس لیے انہوں نے جو تفاسیر بھی لکھیں ان میں سے بالخصوص عربی تفسیر ”تفسیر القرآن“ اور اردو تفسیر ”تفسیر ثنائی“ میں جو غالب رنگ پایا جاتا ہے وہ مناظرانہ رنگ ہے۔[13]

تفسیر ضیاء القرآن از پیر محمد کرم شاہ الازہری:

پیر محمد کرم شاہ الازہری ایک سنجیدہ اور معتدل شخصیت ہیں۔ ان کی یہ تفسیر ان کے معتدل مزاج اور سنجیدہ ہونے کی مؤثر نمائندگی کرتی ہے۔ ان کے اسلوب میں کسی بھی طرح کی شدت نہیں پائی جاتی ہے۔ تفسیر کے مقدمہ میں مفسر موصوف یوں رقم طراز ہیں:

”امت مسلمہ کا جسم پہلے ہی دشمنان اسلام کے چرکوں سے اور اغیار کی کی سازشوں سے چھلنی ہو چکا ہے۔ ہم نے ان رستے ہوئے ناسوروں کو بھی مندمل کرنا ہے اوران خونچکاں شدید زخموں پر مرہم رکھنا ہمارا کام ہے۔ ہم نے ملت اسلامیہ کی ان توانائیوں کو واپس لانا ہے جو ضائع شدہ ہیں۔ یہ کہاں کی عقلمندی اور دانشمندی ہے کہ ہم ہی ان لگے ہوئے زخموں پر نمک چھڑکتے رہیں۔ ان اسلام دشمن عناصر کو اور زیادہ تکلیف دہ اور اذیت ناک بناتے رہیں“۔[14]

پیر صاحب موصوف اپنے تفسیری رجحان اور اسلوب کا مزید اظہار کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

” میں نے یہ کوشش پورے خلوص کے ساتھ کی ہے کہ افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اپنے مسلک کی درست اور صحیح ترجمانی کر سکوں جو قرآن حکیم کی آیات بینات اور احادیث صحیحہ یا اس امت کے علمائے حق کے اقوال وارشادات سے ماخوذ ہیں“۔[15]

اس کے بعد پیر صاحب اپنے مسلک کی حقانیت میں لکھتے ہیں:

"یہاں ان کی کوشش یہ ہے کہ اسلام کی حقیقت پر جو پردے اہل غرض کی الزام تراشیوں اور نادان لوگوں کی غلط آمیزیوں کی وجہ سے پڑے ہیں ان کا درست انداز میں ازالہ کیا جائے اور ان پردوں کو ہٹایا جائے اور اصل حقیقت کو امت مسلمہ پر عیاں کیا جائے۔ اللہ رب العزت کے فضل واحسان سے بہت سی بہتان تراشیوں اور الزامات کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا اور ان لوگوں کے دل ودماغ میں جو غلط فہمیاں اسلام کے متعلق پیدا ہوئیں وہ دور ہو جائیں گی۔ جو لوگ سازشی لوگوں کے غلط پراپیگنڈا سے متاثر ہو کر یہ سوچ رہے ہیں کہ واقعی ملت اسلامیہ کا ایک حصہ شرک سے آلودہ ہے یا ان کے اعمال و نظریات اور غیر مسلموں کے اعمال و نظریات میں مماثلت پائی جاتی ہے۔

اللہ رب العزت ہماری حالت زار کے اوپر کرم فرمائے اور ہمارے دلوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی محبت و الفت کے حقیقی جذبات پیدا فرمائے۔[16]

تفسیر ماجدی از مولانا عبد الماجد دریا آبادی:

تفسیر کو لکھتے وقت مولانا نے عربی، فارسی اور اردو میں تمام تفسیری ادب سامنے رکھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ تفسیر ماجدی مولانا اشرف علی تھانوی کی شرح ہے۔ جو معارف، اسرار اور غوامض مولانا تھانوی کی تفسیر بیان القرآن میں ملتے ہیں مولانا دریا آبادی نے انہی اسرار ورموز کو خوبصورت ادبی انداز میں اپنی تفسیر میں بیان کر دئے ہیں۔ اردو دان طبقہ اور اہل علم کے لئے یہ تفسیر بہت مفید چیز ہے[17]

عبد الماجد دریا آبادی نے بھی اپنی تفسیر میں علم کلام کو موضوع بحث بنایا ہے اسلام کی تشریح و تفسیر میں جدید اہل قلم کی بے اعتدالیاں بھی مولانا کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہیں چنانچہ تفسیر میں بیسیوں مقامات ایسے ہیں جہاں اُنھوں نے روشن خیال مصلحین و مفکرین کے عقیدۂ فکر پر نقد کیا ہے۔[18]

دورِ جدید میں اسلام اور قرآن پر سب سے زیادہ سخت حملے یورپ کے مسیحی مبلغین و مستشرقین کی طرف سے ہوئے مولانا نے اپنی تفسیر میں ان سب کی تنقید و تردید کا خصوصی طور سے اہتمام کیا ہے۔[19]

تفسیر ماجدی میں جابجا مصنف نظریہ ارتقاء، فلسفہ مادیت، عقلیت، جدید نظریہ قومیت اور فلسفہ اشتمالیت کے ساتھ ساتھ اسلام کے بارے میں ہندوستانی قومیت اور فلسفہ اشتمالیت کے ساتھ ساتھ اسلام کے بارے میں ہندوستانی آریہ سماجوں کے خیالات کی تردید کی ہے مسلمانوں میں سے معتزلہ اور خوارج کے عقائد و خیالات پر شدید تنقید کی ہے۔[20]

معارف القرآن از مولانا محمد ادریس کاندھلوی:

یہ تفسیر سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ مصنف نے اس تفسیر کو ۱۳۶۰ء میں لکھنا شروع کیا، مولانا موصوف نے اس تفسیر کے مقدمے میں برصغیر میں علم تفسیر کے ارتقاء پر روشنی ڈالی ہے اور پھر بتایا ہے کہ میں نے بھی یہ تفسیر اس کار خیر میں

حصہ لینے کے لئے لکھی ہیں۔ یہ تفسیر نہایت مفید ہے۔

محمد ادریس کاندھلوی نے علم کلام پر اپنی نگارشات میں اسلام کے اصول وافکار پر مسیحی مبلغین اور مغربی مستشرقین کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کی تردید اور مرزائیوں اور عقلیت پرستی کے علمبردار مسلمان مصلحین و مصنفین کے عقائد و نظریات کی تنقید و تردید پر خصوصی توجہ دی ہے۔[21]

تفہیم القرآن از مولانا ابو الاعلی مودودی:

یہ تفسیر تقریبا بتیس سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔ ۱۹۴۳ء سے مجلہ ترجمان القرآن میں چھپنا شروع ہوئی۔ ۱۹۷۲ء میں پایہ تکمیل تک پہنچی۔ مولانا نے قرآن مجید کے متن کا لفظی ترجمہ نہیں کیا۔ بلکہ قرآنی آیت یا آیات کا جو مفہوم تھا اس کو نہایت خوبصورت الفاظ میں بیان کیا ہے۔ مولانا نے متوسط تعلیم یافتہ طبقہ کے سامنے اسلام کا ضابطہ حیات بیان کیا ہے۔ مولانا نے خود فرمایا ہے کہ اس میں قرآن کے الفاظ کو اردو کا جامہ پہنانے کی بجائے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن کی ایک عبارت کو پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آتا ہے اور جو اثر میرے دل پر پڑتا ہے اسے حتیٰ الامکان صحت کے ساتھ اپنی زبان میں منتقل کر دوں۔ اس تفسیر کا انگریزی میں ترجمہ چھپ چکا ہے۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی جدید دنیائے اسلام کے وہ ممتاز مصنف و مفکر ہیں کہ جنہوں نے علم الکلام میں وحی، عقل اور انسانی تجربات و مشاہدات کی حقیقت اور ان کے صحیح مقام کے تعین کی کوشش کی ہے۔ عقل اور انسانی تجربات کی حدود کو واضح کیا ہے اور ان دونوں پر وحی کی فوقیت و برتری کو ثابت کیا ہے اور محکم دلائل سے ثابت کیا ہے کہ انسان خدا کی رہنمائی کا محتاج ہے۔[22]

تفہیم القرآن کی ایک منفرد خصوصیت اس کا طویل اور بصیرت افروز مقدمہ ہے۔ مودودی صاحب کے بقول:

"میں محض دین آبائی ہونے کی وجہ سے اسلام کا معتقد نہیں ہوا، بلکہ اپنی تحقیق سے خوب جانچ پڑتال کر کے میں اس دین پر ایمان لایا ہوں۔"[23]

انھوں نے اسلام کو سمجھنے کی شعوری جدوجہد کی۔ اس جدوجہد کے دوران میں جتنے سوالات اور اشکالات کا سامنا خود انھیں ہوا، اس کو سامنے رکھتے ہوئے آپ نے ایک قاری کے ذہن میں مطالعہ قرآن کے دوران میں پیدا ہونے والے ممکنہ سوالات کا احاطہ کیا۔ ان تمام سوالات کے جوابات آپ نے مقدمہ تفہیم القرآن میں دینے کی کوشش کی ہے۔ آپ نے اس بات کی نشان دہی کی ہے کہ قرآن مجید عام کتابوں کی طرح نہیں ہے، بلکہ یہ اپنے موضوع، مضمون، اور ترتیب کے لحاظ سے ایک منفرد کتاب ہے۔ لہٰذا اس کے مضامین کی تفہیم کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ اسے عام کتاب نہ سمجھا جائے۔ اس لیے سید مودودی لکھتے ہیں: "اسے سمجھنا چاہتے ہو تو اپنے پہلے سے قائم کیے ہوئے قیاسات کو ذہن سے نکال کر اس کی عجیب خصوصیات سے روشنی حاصل کرو۔"[24]

آپ نے قرآن کے طرز بیان، ترتیب، کیفیتِ نزول اور مضامین کی تکرار کے بارے میں اس مقدمے میں بہت حکمت آمیز اور بصیرت افروز باتیں لکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے نزول کے سلسلے میں جس حکمت کو پیش نظر رکھا، سید صاحب نے اس کی نہایت عمدہ وضاحت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیک وقت نازل نہیں کیا، بلکہ تحریک دعوت و عزیمت اسلامی کے مختلف ادوار میں حسب موقع اور حسب ضرورت اس کے مضامین اتارے گئے۔ اس اعتبار سے یہ محض نظریات اور خیالات کی کتاب نہیں کہ جسے آرام کرسی پر بیٹھ کر پڑھا جا سکے اور اس کی معنویت آشکار ہو جائے۔ اور نہ یہ عام مذہبی تصورات پر مشتمل ہے، بلکہ یہ ایک دعوت اور تحریک کی کتاب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے صرف کتاب ہی نازل نہیں کی بلکہ ایک پیغمبر بھی مبعوث فرمایا ہے جس نے قرآن کی روشنی میں وہ نظام برپا کیا جو قرآن کا مطلوب تھا۔

مولانا مودودیؒ نے تفہیم القرآن میں موجودہ دور کے فتنوں' -مغربی تہذیب کے جلو میں آنے والے-لادین اور مادہ پرستانہ فلسفوں اور دیگر نئے نئے چیلنجوں کا جواب بھی قرآن کی روشنی میں دیا ہے۔ ان کی تفسیر کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ انھوں نے مستشرقین' عیسائی مشنریوں اور مغرب زدہ طبقے کے باطل نظریات کو دلائل کے ساتھ رد کیا ہے۔ علاوہ ازیں انھوں نے اسلامی اقدار و نظریات کے خلاف کام کرنے والی مختلف تنظیموں اور گروہوں کے باطل عقائد و نظریات اور افکار و تاویلات کا موثر و مدلل جواب دینے کا اہتمام بھی کیا ہے' اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ انھوں نے روایت و درایت کا خاص اہتمام کرتے ہوئے کیا ہے۔[25]

اس مقدمے سے اندازہ ہوتا ہے کہ سید مودودی جدید فکر سے متاثر اذہان کے اشکالات سے پوری طرح باخبر تھے اور آپ نے ان تمام ممکنہ انسانی الجھنوں کو بھی اپنے پیش نظر رکھا تھا جو قرآن کا مطالعہ کرتے ہوئے، ایک قاری کو بالعموم پیش آتی ہیں۔ یہ مقدمہ ان الجھنوں کو سلجھاتا ہے اور "قرآن فہمی کے لیے ایک کلید کی حیثیت رکھتا ہے"۔

تبیان القرآن از غلام رسول سعیدی:

تفسیر تبیان القرآن "علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کا ایک عظیم اور قابلِ قدر کارنامہ ہے جو کہ قرآن حکیم کی ایک مبسوط اور جامع تفسیر ہے۔ سعیدی صاحب نے ۲۱ فروری ۱۹۹۶ء کو اس تفسیر کا آغاز کیا تھا جس کا اختتام ۲ فروری ۲۰۰۵ء کو ہوا۔

۱۲ جلدوں پر مشتمل یہ تفسیر عہد جدید کی جامع کامل اور مکمل تفسیر ہے۔ اس حوالے سے سعیدی صاحب خود فرماتے ہیں:

"ہمارے بزرگ علماء نے اپنے اپنے زمانہ میں اس دوران کے مطابق قرآن مجید کے مفاہیم کو اردو زبان میں منتقل کیا۔ مگر زبان کا یہ اسلوب وقت کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے اس وجہ سے میں محسوس کرتا تھا کہ اس دور کے اردو پڑھنے والوں کے مزاج اور ان کے اسلوب کے مطابق قرآن مجید کا ترجمہ کرنا چاہیے تاکہ ترجمہ پڑھنے والوں کے لیے ترجمہ اجنبی نہ ہو۔"

چنانچہ آپ نے آسان اردو قرآن مجید کا بامحاورہ اور سلیس ترجمہ کیا اور احکام القرآن کی تشریح و توضیح کے ساتھ ساتھ

احادیث رسول اور صحابہ و تابعین کے اقوال کے بکثرت حوالے دیئے ہیں۔اسی طرح نئے اور تازہ مسائل کو نئے انداز میں بیان کیاہے۔ نیز مفسرین کی آراء بھی نقل کی ہیں۔

فقہی مسائل کے سلسلے میں آپ نے ہر مکتبہ فکر کی رائے کو درج کیاہے اور آخر میں احناف کو دلائل کے ساتھ ترجیح دی ہے۔ مصادر و مراجع کی فہرست میں آپ نے مؤلفین کی تاریخ وفات کے اعتبار سے کتب کو مرتب کیاہے جو اس تفسیر کی خصوصیت ہے۔سعیدی صاحب نے قرآن کی تفسیر میں احکام القرآن ،الجامع لاحکام القرآن،البحر المحیط،تفسیر کبیر،الدرالمنثوراور روح المعانی سے استفادہ کیاہے۔اسی طرح موجودہ تقاسیر میں سے تفسیر منیر،مراغی،فی ظلال القرآن اور تفسیر قاسمی کوملحوظ خاطر رکھاہے۔

تبیان القرآن کا اسلوب و منہج:

صاحب تبیان القرآن جب کسی آیت کی تفسیر یا کسی توضیح و تشریح اور تحقیق پر قلم اٹھاتے ہیں تو سب سے پہلے قرآن مجید سے رجوع کرتے ہیں، پھر احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ و تابعین سے اس کو مزین و آراستہ کرتے ہیں، پھر آئمہ اربعہ کے اقوال اور مذاہبِ فقہاء کی روشنی میں اس مسئلہ کو بیان کرتے ہیں اور اس مسئلہ پر دلائل وبراہین کا انبار لگادیتے ہیں اور پھر آخر میں اپنا موقف چند جملوں میں واضح کردیتے ہیں۔ آپ کا انداز تحقیق اور اسلوب تحریر انتہائی دلآویز اور منفرد ہے اور آپ کا اندازِ تحقیق اور اسلوب سو فیصد معروضی رہاہے۔

تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی:

علماء ہندوپاک کی قرآنی خدمات میں ایک اہم نام تفسیر مظہری کا ہے، یہ حضرت مرزامظہر جان جاناں کے خلیفہ اجل قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تالیف ہے؛ یہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی ہے اور دس جلدوں پر مشتمل ہے۔

یوں تو قاضی صاحب کی تمام کتابیں معلومات و حقائق کا مرقع اور علوم و معارف کا گنجینہ ہیں؛ لیکن ان کی کتابوں میں جو شہرت اور مقبولیت تفسیر مظہری کو حاصل ہوئی وہ ان کی کسی اور کتاب کو نہیں حاصل ہوئی۔

ذیل میں ہم اختصار کے ساتھ اس تفسیر کی ان خصوصیات کا جائزہ لیں گے، جس نے اس کو خاص وعام ہر دو طبقہ میں شہرت و مقبولیت عطا کی ہے۔ تفسیر مظہری میں فقہی احکام جس کثرت سے ذکر کیے گئے ہیں کہ اگر ان سب کو بھی فقہی ترتیب پر جمع کردیا جائے تو واقعہ یہ ہے کہ احکام القرآن کے موضوع پر ایک نہایت وقیع اور قیمتی کتاب تیار ہو جائے گی۔[26]

قاضی صاحب نے اس تفسیر میں نہ صرف یہ کہ فقہی مسائل کثرت سے ذکر کیے ہیں؛ بلکہ انھوں نے ائمہ فقہاء کے نقطہ ہائے نظر اور ان کے دلائل کو بھی ذکر کیاہے، ان کے استدلال کی کمزوریوں پر بھی روشنی ڈالی ہے اور مسلکِ راجح کی ترجیحی وجوہات پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔

اس تفسیر کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں تصوف و سلوک کے بہت سے مسائل کو احادیث اور آیات سے مدلل

کر کے بیان کیا گیا ہے۔ صوفیا کے افکار و نظریات پر ہونے والی تنقیدات کا بھی اس میں انھوں نے نہایت تحقیق کے ساتھ جواب لکھا ہے۔ اس موضوع پر ان کا سب سے قیمتی اور مشہور و متداول رسالہ "ارشاد الطالبین" ہے اس کے علاوہ دو رسالے اور انھوں نے اس موضوع پر تحریر کیے ہیں۔

(۱) رسالہ "احقاق در رد اعتراضات شیخ عبد الحق محدث بر کلام حضرت مجدد" یہ رسالہ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ان اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا ہے جو حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے حضرت مجدد کے کلام پر کیے تھے۔

(۲) "رسالہ در جوابِ شبہات بر کلامِ امامِ ربانی" اس رسالہ میں بھی انھوں نے حضرت مجدد کے معارف کی تحقیق کی ہے اور ان شبہات اور اشکالات کو رفع کیا ہے جو ان کے کلام پر وارد کیے گئے ہیں۔ [27]

خلاصۃ البحث

1۔ اس تمام بحث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اُردو تفسیری ادب میں علمِ کلام مفسرین کا ایک اہم موضوع رہا ہے۔

2۔ علماء کرام کے نزدیک علمِ کلام کی بہت زیادہ اہمیت وافادیت ہے۔

3 ۔ اسلامی عقائد و نظریات میں مختلف انداز سے شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ جن کا متکلمین نے واضح انداز جواب دیا ہے۔

4۔ مفسرین کرام نے بڑے ہی جامع انداز میں ان شبہات کا ازالہ کیا ہے۔

5۔ ان منتخب تفاسیر کے علاوہ بھی مفسرین نے اپنے قرطاس کار سے اسلام کی حقانیت کو بیان فرمایا ہے۔

6۔ علماء علم کلام نے بڑے ہی مدلل انداز سے عقائد اسلام کا دفاع کیا ہے۔

سفارشات

1۔ اسلام کی حقانیت کو مدلل اور تقابلی انداز میں واضح کرنا دورِ حاضر کی اہم ضرورت ہے۔

2۔ عام مسلمانوں کے لیے شریعت اسلامیہ کے تربیتی پروگرامز کرائے جائیں اور دینِ اسلام کی تشریح عام فہم انداز میں بیان کی جائے۔

3۔ اسلام سے متعلق اسکول سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک طلبہ کے لیے دور جدید کے تقاضوں کے مطابق ایسی کتب تیار کروائی جائیں جو تعلیمی نصاب کا حصہ بن سکیں۔

4۔ تصنیف و تالیف کا تمام کام علمی معیار، موجودہ تحقیق اور جدید اصولوں کے عین مطابق ہو تا کہ ان کتابوں کا مطالعہ مسلم و غیر مسلم سب کے لیے یکساں طور پر مفید ہو۔

5۔ دور حاضر کی زبان اور محاورے میں دین کی تعبیر و تشریح عام فہم انداز میں بیان کی جائے اور اس میں ان لوگوں کی تشفی کا سامان بھی موجود ہو جو استشراقی لٹریچر سے متاثر ہو چکے ہیں۔

References

1. تفسیر مواہب الرحمٰن (الفاتحہ) ج ۱، ص ۱۳، سن اشاعت: ۱۹۴۶ء

Mahahib-ur-Rahman vol 1,P13

2. دریا آبادی، عبد الماجد، آپ بیتی، ص ۲۴۴، اشاعت ۱۹۹۶ء

Darya Abadi,Abdul Majid,Ap biti, P 244

3. محمد ارشد، بر صغیر میں تفسیر قرآن کا کلامی اسلوب، سہ ماہی فکر و نظر، ج ۴۱، شمارہ نمبر ۳، ص ۲۲، اشاعت ۲۰۰۴

Muhammad Arshed,Ber e Sagir mein Tafseer ka kalami usloob, She mahi fikr o Nazer, P22

4. تنقیح البیان، دہلی سے شائع ہوئی۔ سن طباعت ۱۹۹۸ / 1881ء بھی مرقوم ہے۔ درمیانی تقطیع کے مطابق 228 صفحات پر مشتمل ہے۔

Tanqeeh ul Bayan,P 2

5. ایضا، ص ۲

Tanqeeh ul Bayan,P 2

6. ایضا، ص ۳

Tanqeeh ul Bayan,P 3

7. سفیر اختر، علماء دیوبند اور مطالعہ مسیحت، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ص ۱۶-۱۷، نومبر ۲۰۰۳

Safeer Akhtar , Ulma e Deo Band aor Mutalah Maseehat, P 16,17

8. ایضا

Safeer Akhtar , Ulma e Deo Band aor Mutalah Maseehat, P 16,17

9. حقانی، عبد الحق، البیان فی علوم القرآن، دار الاشاعت دہلی، ص ۱۵۰-۱۵۲، فروری ۲۰۲۰

Haqani,Abdul Haq , Albayan fi Uloom il Quran, P 150-152

10. ان کے تفصیلی تعارف کے لیے ملاحظہ ہو: قرآن پاک کی تفسیریں چودہ سو برس میں، خدا بخش لائبریری،، ص ۳۰۴، طبع ۱۹۸۹ء

Quran ki Tafseeren chowda bars mein

11. امر تسری، ابو الوفا ثناء اللہ، تفسیر ثنائی، ناشر مکتبہ قدوسیہ، لاہور، سن اشاعت ۱۹۲۵

Amratsari,Abu al Wafa SanaUllah,Tafseer e Sanai

12. ان کے تفصیلی تعارف کے لیے ملاحظہ ہو: قرآن پاک کی تفسیریں چودہ سو برس میں، خدا بخش لائبریری، ص ۳۰۴، طبع ۱۹۸۹ء

Quran ki Tafseeren chowda bars mein

13. ازہری، تاج الدین، تفسیر ثنائی اور رد مزاہب باطلہ، اسسٹنٹ پروفیسر اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، جولائی ۲۰۱۶ء

Azhari, Taj ul Din, Tafseer e Sanaie and Radd e Mazahib e Batila

14. الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن۔ ج ۱، ص ۱۱، اشاعت ۲۰۰۳ء

Alazhari,Pir Muhammad Karam Shah, Zia ul Quran, vol 1, P 11

15. ایضا

Alazhari,Pir Muhammad Karam Shah, Zia ul Quran, vol 1, P 11

16. ایضا

Alazhari,Pir Muhammad Karam Shah, Zia ul Quran, vol 1, P 11

17. عباسی، ڈاکٹر عبدالحمید خاں، علم تفسیر اور اس کا ارتقاء، ص۶۳۵۔۶۳۸، کوڈ نمبر ۴۵۵۲

Abassi,Dr Abdul Hamid Khan, Ilm e Tafseer Aor Es Ka Irtqa,P635-638

18. دریاآبادی، عبدالماجد، تفسیر ماجدی، ج۱، ص۶۵، اشاعت ۱۹۴۴ء

Darya Abadi,Abdul Majid,Tafseer e Majdi,Vol 1 , P 65

19. ایضاً، ج۱، ص۱۷۶

Darya Abadi,Abdul Majid,Tafseer e Majdi,VOl 1,P 176

20. ندوی، ابوالحسن علی ندوی، مقدمہ تفسیر ماجدی، ج۱، ص۳، اشاعت ۱۹۹۵ء

Nadvi, Abu al Hassan Ali Nadvi,Muqadma Tafseer e Majdi,1,P 3

21. صدیقی، محمد سعد، علم تفسیر میں محمد ادریس کاندھلوی کی خدمات، ادارہ علوم اسلامیہ، ص۱۰، اشاعت ۱۹۹۳ء

Siddiqui, Muhammad Saahd,Ilm Tafseer mein M.Idrees Kandahlvi ki Khidmat, P 10

22. انصاری، عبدالحق، کلامی مسائل میں مودودی کا مسلک، مکتبہ اسلامیہ اُردو بازار، لاہور، ص۱۹، اشاعت ۱۹۹۷ء

Ansari,Abdul Haq,Kalami Masail mein Mododi ka Maslak,P 19

23. مودودی، سید ابوالاعلیٰ، آئین، تفہیم القرآن نمبر، ص۱۱۳، اشاعت ۱۹۷۲ء

Mududi,Sayed Abu al Ahla,Ain Tafheem Number

24. مودودی، تفہیم القرآن، ج۱، ص۱۶، اشاعت ۱۹۴۲ء

Mududi,Sayed Abu al Ahla,Tafheem ul Quran, Vol 1, P 16

25. ترابی، پروفیسر الیف الدین، ترجمان القرآن، سید مودودی کا تفسیری اسلوب، ص۳، مئی ۲۰۰۴ء

Turabi,Pro Aleef udin,Tarjaman ulQuran,Sayed Mudoodi ka Tafseeri Usloob,P 3

26. ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ۵، جلد:۱۰۰، رجب ۱۴۳۷ ہجری مطابق مئی ۲۰۱۶ء

Mahnama Dar ul Uloom, Vol 5, May 2016

27. ایضا

Mahnama Dar ul Uloom, Vol 5, May 2016